ہمارا مروّجہ نظامِ تعلیم

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا ۲۱ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی سے خطاب

حکومت کا یہ فرض ہے کہ قوم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے

مولانا عبدالحق رح : جناب والا! میں نے تعلیم کی پالیسی کے متعلق مختصراً عرض کرنا ہے۔ یہ تو معلوم ہے کہ اس ملک کا اور اس حکومت کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور غالباً دفعہ ۲۰ کی رو سے حکومت کے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ملک کے موجودہ نظام کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے تمام ضروری اقدامات کرے۔

پاکستان قائم ہونے کے ساتھ ہی اگر اس زمانے کی حکومتیں اس بنیادی ضرورت کی طرف توجہ کرتیں تو آج اس ملک میں وہ اضطراب اور بے چینی نہ ہوتی جو آج پائی جاتی ہے۔ مثلاً اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان، تمام ممالک کے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اگر ہم اس سبق کو لے لیتے تو ہمارے اندر یہ تفریق اور انتشار نہ ہوتا کہ آج بنگلہ دیش ہم سے الگ ہو جاتا۔ بلکہ یہ ہوتا کہ ہم سب مل کر رہتے اور ہماری قوت مضبوط رہتی۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام کی معاشرتی اور بنیادی تعلیم سے ہماری قوم بالکل ناواقف ہے۔

تو ایک تو ہمارا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ دوسری یہ کہ ہماری حکومت کے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ قوم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے۔ اس کے لئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم آرڈی ننسوں کے ذریعے سے قوم کی اصلاح کریں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جب تک دل پاک نہ ہو اس وقت تک قانون اور ڈنڈے کے ذریعے سے کام نہیں چلتا۔

معاشرتی خرابی کی اصلاح اسلامی تعلیم سے ہو سکتی ہے

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں معاشرتی خرابی جو پائی جاتی ہے۔ اس کی اصلاح تب ہو گی، جب کہ ہم اپنے قلوب، دل و دماغ کو پاک کریں اور وہ کس چیز سے ہو گا، تعلیم سے کہ یہ چیز آپ حضرات کو معلوم ہے کہ جب انگریز نے ہمیں اپنے رنگ میں رنگنا چاہا تو اس نے ہمیں نظامِ تعلیم اور نصاب تعلیم دیا جس کے بارہ میں اس نے خود کہا کہ ”ہمیں ایسے آدمی چاہئیں جو دل و دماغ کے لحاظ سے فرنگی ہوں۔ جسم اور گوشت کے لحاظ سے ہندوستانی ہوں“۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت اس نے ہمارے ذہن میں یہ چیز ڈال دی کہ مغرب کے معیار سے ہر بات کو دیکھیں اور زندگی کے ہر شعبے میں مغربیت کو فوقیت حاصل رہے۔ یہ تعلیم اس نے ہمیں دی۔ اس تعلیم کے اثرات اور نتائج اب تک ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ بجائے اس کے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دیکھیں۔ ان کی نگاہ اس انگریز کی تعلیم پر ہے۔

ہم عصری علوم کے مخالف نہیں :-

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ درست ہے کہ موجودہ زمانے میں جو عصری علوم ہیں جدید تحقیقات ہیں۔ ان کو ہمیں لینا چاہئیے اور اس طریقے سے دنیا میں جو چیزیں سائنسی طریقے سے بہتر طریقے پر ہیں۔ ان کو ہم ضرور لیں اور ہم اساتذہ اور طلباء کی حوصلہ افزائی کریں۔

تو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ ہم سکولوں اور کالجوں میں اپنے اسلامی رنگ کو اسلامی تعلیم کو جاری کر دیں اور اس طریقے سے ایک نظام مقرر کریں۔ تاکہ ہماری نوجوان نسل اس جدید علم کے ساتھ سائنسی علم کے ساتھ اسلامی تعلیم سے بھی واقف ہو۔ (رپورٹنگ اسمبلی)

ان کو بھی کچھ عشق کی دکھلائیے نیرنگیاں
اپنے دل کو ان کا آئینہ دار بنا کر دیکھئے